کلام: ظفر عباس ظفرؔ

نوحہ

سکینہؑ سے کہتے تھے مقتل میں سرورؑ ہے یہ آخری رات سوجا سکینہؑ
مری زندگی میں ہی آرام کر لے ابھی تو میسر ہے بابا کا سینہ

اے جانِ پدر مجھ کو معلوم ہے یہ تجھے کل سے بے درد سونے نہ دیں گے
مری لاشِ پامال پر بھی سکینہؑ تجھے یہ ستمگار رونے نہ دیں گے
توُ جی بھر کے مجھ سے ملاقات کر لے یہی چند لمحے ہیں میری حزینہ

تجھے اِس لیے ہی تو مانگا تھا میں نے شبوں کی نمازوں میں اپنے خدا سے
کہ میری محبت کا جب امتحاں ہو جدائی تری میں سہوں کربلا سے
کروں صبر تیری یتیمی پہ میں بھی کرے صبر مقتل میں تو بھی سکینہؑ

یہ رونق بھی کل شام تک ہے سکینہؑ کہ بڑھ جائے گی تیری تشنہ دہانی
ترا بھائی اصغرؑ تو پیاسا رہے گا دِکھا کر تجھے شمر پھینکے گا پانی
مری تشنگی یاد کر لینا بیٹا کہ راہوں میں جب بھی کبھی پانی پینا

سفر کی تھکی ہے کچھ آرام کر لے اے شہزادی یہ رات ڈھلنے سے پہلے
یہ سینہ بھی پامال ہو جائے گا کل کٹے گا گلا دَم نکلنے سے پہلے
مجھے بے خطا قتل ہونا ہے رن میں مری لعل اب میرا مشکل ہے جینا

اِنھیں یہ خبر ہے مری لاڈلی ہے تجھے بھی ستائیں گے یہ شام والے
تجھے ظلم سہنے ہیں اِن ظالموں کے تجھے کر رہا ہوں خدا کے حوالے
بہت مشکلیں ہوں گیں عاشور کے دن مصیبت میں یہ گھر گیا ہے سفینہ

غریب الوطن کی یہی آرزو ہے پھوپھی کی طرح ظلم پر صبر کرنا
تجھے دیکھ کر لوگ آنسو بہائیں یتیمی کو لے کر جہاں سے گزرنا
تجھے کوفہ و شام کے راستے میں بہت یاد آئے گا شہرِ مدینہ

ظفرؔ دیر تک شاہِ دیں اور سکینہؑ شبِ غم میں کرتے رہے آہ و زاری
وہ باپ اور بیٹی کی رخصت کا منظر دلِ کربلا پر ہے یہ زخم کاری
کہاں شاہ کی قبر کرب و بلا میں کہاں شام میں ہے مزارِ سکینہؑ